بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر

جواہر القرآن

از افادات حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ

مرتبہ

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ

کتب خانہ رشیدیہ
مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

القرآن الحکیم

مع تفسیر

جواہر القرآن

از افادات شیخ التفسیر حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

ترمیم، اضافہ

مرتبہ

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب

فوائد موضح قرآن ۔ مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی رح

فوائد فتح الرحمن از مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فہرست مضامین مقدمہ تفسیر جواہر القرآن

مضمون	صفحہ
تعارف تفسیر جواہر القرآن	ا
تقریظات علماء کرام	ب تا
مقدمہ تفسیر جواہر القرآن	۱
حصّہ اول - دربیان اصطلاحات	۲
اصطلاح (۱) دعویٰ یا موضوع سورت	〃
〃 (۲) دلیل	〃
〃 (۳) تنویر دعویٰ	۳
〃 (۴) تخویف	〃
〃 (۵) تبشیر یا بشارت	۴
〃 (۶) شکویٰ	〃
〃 (۷) زجر	〃
〃 (۸) تسلیہ یا تسلی	۵
〃 (۹) امور مصلحہ	〃
〃 (۱۰) اندماج یا ادماج	〃
〃 (۱۱) ادخال الٰہی	۶
〃 (۱۲) اعادہ برائے بُعد عہد	〃
〃 (۱۳) جبّاریت	۷
〃 (۱۴) ربط القلب	۸
〃 (۱۵) مسئلہ انابت	〃
حصّہ دوم - دربیان فوائد مختلفہ	۹
فائدہ (۱) مضامین قرآن	〃
〃 (۲) قرآن میں توحید کا بیان	〃
〃 (۳) شرک اعتقادی و فعلی	〃
〃 (۴) مضامین قرآن کی ترتیب	〃
〃 (۵) توحید اور علم معانی و بیان	〃
〃 (۶) خطاب عام	〃
〃 (۷) قسم کا بیان	۱۰
〃 (۸) دفع عذاب کیلئے تین باتیں	〃
〃 (۹) منکرین کی اصلاح کے لئے تین باتیں	〃
〃 (۱۰) شان نزول	۱۱
〃 (۱۱) تعارض	〃
〃 (۱۲) قانون حصر	〃
〃 (۱۳) تحقیق معنی الحمد للہ	۱۲

مضمون	صفحہ
فائدہ (۱۴) تحقیق لفظ سبحان اللہ	۱۲
〃 (۱۵) ذکر اللہ کا مقصد	〃
〃 (۱۶) لفظ دون کی تحقیق	۱۳
〃 (۱۷) لفظ الکتاب سے مراد	۱۴
〃 (۱۸) الکتاب اور قرآن میں فرق	〃
〃 (۱۹) لفظ حکیم اور مبین میں فرق	〃
〃 (۲۰) روح سے مراد	۱۵
〃 (۲۱) ماضی کے بعض صیغوں کی تحقیق	〃
〃 (۲۲) امر کے بعض صیغوں کی تحقیق	〃
〃 (۲۳) لفظ مَا سے مراد	〃
〃 (۲۴) لفظ ثُمَّ کا استعمال	۱۶
〃 (۲۵) لفظ اِنَّمَا کی تحقیق	۱۷
〃 (۲۶) اِذْ کا بیان	〃
〃 (۲۷) وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ کی تحقیق	〃
〃 (۲۸) کَذٰلِكَ کی تحقیق	〃
〃 (۲۹) اَلَمْ تَرَ کی تحقیق	۱۸
〃 (۳۰) اَوَ کُلَّمَا کی تحقیق	〃
〃 (۳۱) اَرَاَیْتَ کی بحث	۱۹
〃 (۳۲) اِلَّا بمعنی مستثنیٰ منقطع	〃
〃 (۳۳) علفتہا تبنا وماء باردا	۲۰
〃 (۳۴) تفسیر بالرای کی تحقیق	۲۱
حصّہ سوم دربیان مسئلہ الٰہ	۲۳
مسئلہ الٰہ کے مختلف عنوانات	〃
حضرت نوح علیہ السلام کا اعلان توحید	۲۴
حضرت ہود علیہ السلام 〃 〃 〃	〃
حضرت صالح علیہ السلام 〃 〃 〃	۲۵
حضرت ابراہیم علیہ السلام 〃 〃 〃	〃
حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر	۲۶
حضرت شعیب علیہ السلام کا اعلان توحید	〃
حضرت موسیٰ علیہ السلام 〃 〃 〃	〃
حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر	۲۷
حضرت یوسف علیہ السلام کا اعلان توحید	〃
حضرت عیسٰی علیہ السلام 〃 〃 〃	〃
اللہ کے سوا کس کس کو معبود بنایا گیا	〃

مضمون	صفحہ
فرشتوں کو	۲۸
انبیاء علیہم السلام کو	〃
اولیاء کرام کو	۲۹
سورج کو	〃
ستاروں کو	〃
جنوں کو	〃
نیک پیروں کو	۳۰
مشرک مولویوں اور پیروں کے بارے میں آیتیں	۳۲
اِلٰہ کے معنی کی تشریح	۳۳
قانون لفظ اِلٰہ	۳۴
لفظ اِلٰہ کی تحقیق	۳۷
لفظ عبادت کی تشریح	۳۸
شرک کی قسمیں	۴۰
شرک فی العلم کا بیان	〃
شرک فی التصرف کا بیان	۴۱
حضرت پیر صاحب بغداد شریف کا فتویٰ	〃
شرک فی الدعاء	۴۲
شرک فعلی	〃
تحریمات غیر اللہ کا بیان	〃
تحریمات غیر اللہ کے سترہ عنوانات	〃
اللہ کی نذر و نیاز کا بیان	۴۴
غیر اللہ کی نذروں کا بیان	〃
نقشہ آیات تحریمات غیر اللہ	۴۵
تحریمات اللہ کے بارے میں آیتیں	۴۷
اللہ کی نذر و نیاز کے بارے میں آیتیں	〃
غیر اللہ کی نذروں کا بیان	〃
فائدہ	۴۸
عنوانات کے بعض الفاظ کی تشریح	۴۹
تحقیق نذر لغیر اللہ از حدیث و فقہ	۵۰
در مختار کا حوالہ	〃
شامی کا حوالہ	۵۱
البحر الرائق کا حوالہ	〃
مولانا عبد الحئی لکھنوی کا حوالہ	〃

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِلَّاشَرِيْكًا هُوَلَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَامَلَكَ (ابن کثیر جلد چہارم ص۴۲۵)

اسی طرح مسلم جلد اول ص۳۷۶ اور بخاری شریف جلد ثانی میں ابوجہل کا تلبیہ آیا ہے۔ اسی طرح :-

مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (پ۲۳: زمر ع۱)

ہم ان معبودوں کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں :-

اِنَّهُمْ عَمَدُوْا اِلٰى اَصْنَامٍ اتَّخَذُوْهَا عَلٰى صُوَرِ الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ فَعَبَدُوْا الصُّوَرَ تَنْزِيْلًا لِذٰلِكَ مَنْزِلَةَ عِبَادَتِهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ الْمُقَرَّبِيْنَ لِيَشْفَعُوْا لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِرِزْقِهِمْ وَنَصْرِهِمْ وَمَا يَنُوْبُهُمْ مِّنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا فَاَمَّا الْمَعَادُ فَكَانُوْا جَاحِدِيْنَ لَهٗ كَافِرِيْنَ بِهٖ ۔ (ابن کثیر ج۴ ص۴۵)

انہوں نے بتوں کی طرف قصد کیا کہ انہیں ملائکہ مقربین کی صورتوں پر بنا لیا تھا۔ اور ان کی عبادت ملائکہ مقربین کی عبادت کے قائمقام سمجھ کر کی تاکہ وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں ان کے رزق اور مدد اور جنہیں امورِ دنیا سے خیال کیا جاسکتا ہے، کے لئے اللہ تعالےٰ سے سفارش کریں۔ اور قیامت کے تو منکر ہی تھے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں زیر آیت کریمہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لکھا ہے۔

اِعْلَمْ اَنَّهٗ لَيْسَ فِي الْعَالَمِ اَحَدٌ يُّثْبِتُ لِلّٰهِ شَرِيْكًا يُّسَاوِيْهِ فِي الْوُجُوْدِ وَالْقُدْرَةِ وَالْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ، هٰذَا مِمَّا لَمْ يُوْجَدْ اِلَى الْاٰنَ وَاَمَّا اِتِّخَاذُ مَعْبُوْدٍ سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَفِي الذَّاهِبِيْنَ اِلٰى ذٰلِكَ كَثْرَةٌ (کبیر ج۱ ص۳۳۳)

جان لے کہ دنیا بھر میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ کا ایسا شریک مانے جو کہ وجود، قدرت، علم اور حکمت میں اس کے برابر ہو۔ یہ ان میں سے ہے جن کا وجود ابھی تک نہیں ہوا۔ اور اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بنانا، تو اسکے قائل بکثرت موجود ہیں۔

سوال :- قرآن مجید نے فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا میں ندّ کی نفی کی ہے جسکے معنی مساوی اور مماثل کے ہیں معلوم ہوا کہ کسی کو خدا کے مساوی اور مماثل نہ بنانا چاہیئے۔

جواب :- تفسیر ابوالسعود میں اس مقام پر لکھا ہے کہ چونکہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بجائے اپنے معبودوں کی عبادت شروع کر دی تھی۔ اللہ کریم نے زجراً فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے لئے ندّ بنا لئے ہیں جو کام اللہ تعالےٰ کے لئے کرنا چاہیئے تھا وہ انہوں نے اپنے معبودوں کے لئے شروع کر دیا۔

سوال :- اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ عظام کو غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہ کے دربار میں سفارشی سمجھ کر پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے۔؟

جواب :- یہ بھی شرک ہے۔ مکّہ کے مشرک اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر پکارتے تھے جیسا کہ پہلی آیت میں مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (تفسیر ابن کثیر کا حوالہ اوپر بیان ہو چکا)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ط (پ۱۱: یونس ع۲)

اور اللہ کے سوا ان معبودانِ باطلہ کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

امام رازی اور علامہ ابوالسعود نے لکھا ہے۔

اِخْتَلَفُوْا فِيْ اَنَّهُمْ كَيْفَ قَالُوْا فِي الْاَصْنَامِ اَنَّهَا شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ذَكَرُوْا فِيْهِ اَقْوَالًا۔ رَابِعُهَا اَنَّهُمْ وَضَعُوْا هٰذِهِ الْاَصْنَامَ وَالْاَوْثَانَ عَلٰى صُوَرِ اَنْبِيَآءِهِمْ وَاَكَابِرِهِمْ وَزَعَمُوْا اَنَّهُمْ مَتٰى اشْتَغَلُوْا بِعِبَادَةِ هٰذِهِ التَّمَاثِيْلِ فَاِنَّ اُولٰٓئِكَ الْاَكَابِرَ تَكُوْنُ شُفَعَآءَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَظِيْرُهٗ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ اشْتِغَالُ كَثِيْرٍ مِّنَ الْخَلْقِ بِتَعْظِيْمِ قُبُوْرِ الْاَكَابِرِ عَلٰى اِعْتِقَادِ اَنَّهُمْ اِذَا عَظَّمُوْا قُبُوْرَهُمْ فَاِنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ شُفَعَآءَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى (کبیر ج۴ ص۸۱۸)

علماء نے اس میں اختلاف کیا کہ انہوں نے پتھروں کے حق میں کیسے کہا کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اور اس میں کئی قول نقل کئے ہیں جن میں سے چوتھا یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں، پیروں اور فقیروں کی شکلیں ان بتوں کی سی بنا لیں اور گمان کیا کہ جب یہ ان مورتیوں کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ پیغمبر اور پیر و فقیر اللہ کے ہاں ان کے سفارشی ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں اسکی نظیر بہت سے لوگوں کا پیروں، فقیروں کی قبروں کی تعظیم میں مشغول ہونا ہے اس اعتقاد پر کہ جب وہ انکی قبروں کی تعظیم کریں گے تو وہ اللہ کے ہاں ان کے سفارشی ہوں گے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ط قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ○ (پ۲۴: زمر ع۵)

کیا انہوں نے اللہ کے سوا اوروں کو سفارشی بنالیا ہے؟ فرما دیجئے کہ وہ اگرچہ کسی چیز کے مالک بھی نہ ہوں اور نہ ہی سمجھتے ہوں، تو بھی۔

سوال :- مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بت تھے، ان کو پکارنا اور سفارشی بنانا بیشک شرک ہے لیکن اولیائے کرام وغیرہ کو پکارنا اور سفارشی بنانا کیونکر شرک ہے۔؟

جواب :- پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مشرکین مکہ جنہیں سفارشی بناتے تھے، وہ انبیاء علیہم السلام، اولیائے کرام اور ملائکہ تھے۔ اور ان کی صورتوں پر بت بنا کر ان کی عبادت کرتے تھے جیسا کہ تفاسیر کے حوالہ جات نیز بخاری شریف وغیرہ کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے کہ ودّ، سواع وغیرہ بزرگانِ دین میں سے تھے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (پ۹: الاعراف ع۲۴)

جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تم جیسے بندے ہیں۔

سوال :- اگر ہر وقت انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو غائبانہ حاجات میں حاجت روا نہ سمجھا جائے بلکہ ان کو بعض وقت سفارشی سمجھ کر پکارا جائے اور بعض اوقات اللہ تعالےٰ کو پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے۔؟

جواب :- مشرکین مکہ بھی اپنے معبودوں کو ہر وقت اور ہر کام میں نہیں پکارتے تھے بلکہ زیادہ کٹھن کاموں میں وہ اللہ تعالےٰ ہی کو پکارتے تھے۔

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط حَتّٰىٓ اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ

وہی ہے جو تمہیں جنگل اور دریا میں پھراتا ہے حتیٰ کہ جب تم کشتیوں میں ہوا اور وہ اچھی ہوا

بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ (پ ۱۱: یونس: ع ۳)

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ○ (پ ۲۱: عنکبوت: ع ۷)

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ○ (پ ۲۱: روم: ع ۴)

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ○ (پ ۲۱: لقمان: ع ۴)

ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ۚ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ○ (پ ۱۴: نحل: ع ۷)

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○ (پ ۷: الانعام: ع ۸)

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ (پ ۲۳: زمر: ع ۱)

سے لوگوں کو لے کر چلیں۔ اور وہ اس سے خوش ہو جائیں تو اچانک کشتیوں پر تند ہوا آگئی اور ان پر ہر جگہ سے موج اٹھی اور انہوں نے جان لیا کہ وہ اس سے گھیرے گئے ہیں تو پکارتے ہیں اللہ کو اسی کے لئے پکار خاص کرتے ہوئے اگر تو نے ہمیں اس سے بچا لیا تو ہم شکر گذار ہوں گے۔ پھر جب اللہ تعالےٰ نے انہیں بچا لیا تو وہ اسی وقت زمین میں ناحق شرارت (شرک) کرنے لگے۔

جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور جب اللہ انہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو وہ شرک شروع کر دیتے ہیں۔

جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب ہی کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کو ہی پکارتے ہیں۔ پھر جب انہیں اپنے ہاں سے رحمت چکھا دی تو ایک فریق اپنے رب کے ساتھ شرک کرنا شروع کر دیتا ہے۔

جب انہیں بادلوں کی طرح موج ڈھانپ لے تو پکار کو صرف اسی کیلئے خاص کرتے ہوئے اسے پکارتے ہیں۔ پھر جب انہیں خشکی کیطرف نجات دیدیتا ہے تو بعض ان میں سے میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ اور ہماری قدرتوں کا انکار صرف بدعہد اور حق نہ ماننے والے ہی کرتے ہیں۔

پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو۔ پھر جب تم سے سختی دور کر دیتا ہے تو اس وقت تم میں سے ایک گروہ اپنے رب سے شرک شروع کر دیتا ہے۔

فرما دیجئے کہ تمہیں جنگل اور سمندر کے اندھیروں سے کون نجات دیتا ہے جسے تم عاجزی اور پوشیدگی میں پکارتے ہو۔ اگر ہمیں اس سے نجات دے تو ہم ضرور شکر گذار ہو جائیں گے۔ فرما دیجئے کہ اللہ ہی تمہیں ان ظلمات اور ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے۔ پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔

جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب ہی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے۔ پھر جب اسے اپنے ہاں سے نعمتیں دے دیتا ہے تو اسے بھول جاتا ہے جسے پہلے پکار رہا تھا۔ اور اللہ کے شریک بناتا ہے تاکہ اس کی راہ سے بہکائے۔

تنبیہ:۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ مشرکینِ مکہ بھی ان مصائب کے وقت صرف اللہ تعالےٰ ہی کو پکارتے تھے اور مصائب کے دور ہو جانے کے بعد اپنے معبودوں کو پکارنا شروع کر دیتے تھے۔ لیکن پھر بھی اسلامی رُو سے مشرک تھے۔ اور آج کل کے مشرک تو ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ ایسے مصائب کے وقت بھی اپنے ہی معبودوں کو پکارتے ہیں چنانچہ کوئی کہتا ہے ؎

بگرداب بلا افتاد کشتی — مدد کن یا معین الدین چشتی

اور کوئی کہتا ہے ؎ "بہاؤ الحق بیڑا دھک" (معاذ اللہ)

لفظ الٰہ کی تحقیق

الٰہ بمعنی معبود ہے اور وہ عبادت سے مشتق ہے۔ لفظ عبادت کے معنی کی تحقیق آگے آئیگی۔ قرآن مجید میں عبادت کی زیادہ تر چار قسمیں آئی ہیں (۱) غائبانہ حاجات میں پکارنا (۲) نذر و نیاز دینا (۳) سجدہ کرنا (۴) طواف کرنا۔

اگر غائبانہ حاجات میں اللہ تعالےٰ کو پکارا گیا اور اس سے ڈر کر یا اس سے امید رکھ کر اس کے سامنے سجدہ کیا گیا اور اس کے نام کی نذر و نیاز دیگئی اور اس کے گھر (بیت اللہ) کا طواف کیا گیا تو یہ سب کچھ اللہ کی عبادت ہوگی۔ اور اگر یہ امور غیر اللہ کے لئے کئے گئے۔ مثلاً کسی پیر کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا۔ یا اس سے ڈر کر یا امید رکھ کر اس کی قبر کے سامنے سجدہ کیا گیا۔ اس کے نام کی نذر و نیاز دی گئی یا اس کی قبر کا طواف کیا گیا تو یہ اس پیر کی عبادت ہوگی۔ ان تمام اقسام کو کماحقہ سمجھنے کے لئے عبادت کے معنی سمجھنے ضروری ہیں۔

لفظ عبادت کی تشریح

مفسرین نے عبادت کا معنیٰ غایۃ الخضوع والخشوع کیا ہے۔ اور بعض نے غایۃ التعظیم کیا ہے۔ اگرچہ یہ معنی صحیح ہے مگر تشریح کا محتاج ہے کیونکہ یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ کونسا درجہ ہے جس میں غایۃ الخشوع پایا جاتا ہے۔ والدین اور اساتذہ کے لئے بھی عاجزی کرنی پڑتی ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں لفظِ عبادت پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عبادت بندگی کا نام ہے یعنی بندہ ہونا یہ اسی ذات کے لئے ہو سکتا ہے جس کی طرف بندہ ہر وقت ہر چیز میں محتاج ہو اور اس کے سامنے ذلیل ہو۔ عبادت کا بہترین معنی علامہ ابن قیم نے مدارج السالکین صفحہ ۴۰ جلد اول سطر ۲۸ میں لکھا ہے "العبادۃ عبارۃ عن الاعتقاد والشعور بان للمعبود سلطۃ غیبیّۃ (ای فی العلم والتصرّف) فوق الاسباب یقدر بہا علی النفع والضر فکل دعاءٍ ونداءٍ وثناءٍ وتعظیمٍ ینشأ من ھذا الاعتقاد فھی عبادۃٌ۔

اگر یہ اعتقاد خدا تعالیٰ کے حق میں ہو کہ ہمارے حالات جاننے اور ان میں متصرف ہونے میں اللہ جل شانہ کا مافوق الاسباب غیبی قبضہ ہے اور اسی اعتقاد کے ماتحت اللہ کریم کو پکارا جائے یا کوئی صفت وثنا کی جائے، کوئی نذر و نیاز دی جائے یا کسی اور فعل سے تعظیم کی جائے تو یہ سب اللہ کی عبادت اور موجبِ ثواب ہوگی۔

لہٰذا اس اعتقاد کے ماتحت مسجد کو آنا، وضو کرنا، دو زانو بیٹھنا وغیرہ سب افعال اللہ تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہوں گے۔ اور اگر معاذ اللہ یہ اعتقاد کسی پیر و پیغمبر کے متعلق ہو اور اسی اعتقاد کے ماتحت اس پیر و فقیر و پیغمبر کی طرف کی جائے۔ وہاں جاکر دو زانو بیٹھے۔ اس پر کپڑا ڈالے۔ وہاں کچھ شیرینی تقسیم کرے۔ اس کی قبر کو بوسہ دے۔ یا گھر ہی میں بیٹھ کر اس کے نام پر صدقہ و خیرات دے۔ اور اسی عقیدہ کے ماتحت زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے۔ یا اس کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔ اور اگر اسی اعتقاد کے ماتحت قرآن مجید یا درود شریف پڑھے۔ یا اور اعمالِ صالحہ نماز روزہ وغیرہ کرے تو ان کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآن کریم اور نماز اس پر لعنت کریں گے کما فی الحدیث:۔

رُبَّ تَالِی الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُہٗ وَرُبَّ مُصَلٍّ وَالصَّلٰوۃُ تَلْعَنُہٗ رُبَّ صَائِمٍ وَالصِّیَامُ تَلْعَنُہٗ۔

بہت سے قرآن پڑھنے والے ہیں جن پر قرآن لعنت کرتا ہے بہت سے نمازی ہیں جن پر نماز انہیں لعنت کرتی ہے بہت سے روزہ دار ہیں کہ روزہ انہیں لعنت کرتا ہے

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ (پ۱۰: توبہ: ع۳)

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی تعمیر کو اس جیسا سمجھ رکھا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ اللہ کے ہاں ہرگز برابر نہیں اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ط اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ○ (پ۱۶: کہف: ع۱۲)

فرما دیجئے کہ کیا ہم بتائیں تم کو وہ لوگ جن کا کیا ہوا اکارت گیا۔ وہ ہیں کہ جن کی دنیوی زندگی میں کوشش (اعمالِ صالحہ) بیکار ہوئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰہِ شٰھِدِیْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ بِالْکُفْرِ ط اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ ج وَفِی النَّارِ ھُمْ خٰلِدُوْنَ ○ (پ۱۰: توبہ: ع۳)

مشرکوں کو حق نہیں کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں۔ کیونکہ وہ تو ظاہر باہر کفر کے کام کرتے ہیں۔ ان کے نیک اعمال ضائع ہو گئے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا (پ۱۹: فرقان ع۲)

ہم ان کے کئے ہوئے کام پر پہنچے تو ہم نے انہیں اڑائی ہوئی خاک کر ڈالا۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ اَعْمَالُھُمْ کَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ ط لَا یَقْدِرُوْنَ مِمَّا کَسَبُوْا عَلٰی شَیْءٍ ط ذٰلِکَ ھُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ ○ (پ۱۳: ابراہیم: ع۳)

اپنے رب کے منکروں کا حال یہ ہے کہ ان کے کام راکھ جیسے ہیں کہ اس پر آندھی کے دن سخت ہوا چلے۔ اور اپنی کمائی میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہونگے یہی ہے دور کی گمراہی۔

اگر اسی عقیدہ مشرکانہ کے ساتھ کوئی مر گیا، اس کے لئے صدقات و خیرات کئے جائیں، دعائیں مانگی جائیں تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ ان کے لئے نہ دعا مانگنی چاہیئے نہ خیرات و صدقات دینا چاہیئے اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔

مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّھُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ○ (پ۱۱: توبہ: ع۴)

نبیؐ اور ایمانداروں کو جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کریں اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ جب انہیں معلوم ہو چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔

حضرت نبی علیہ السلام کے چچا کے مرنے پر آپؐ نے اس کی بخشش کے لئے دعا مانگی تو آیتِ مذکورہ اتری تھی۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ط اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَاتُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ ○ (پ۱۰: توبہ: ع۱۱)

اور ان میں سے کسی میت پر نماز جنازہ نہ پڑھیئے اور اس کی قبر پر بھی ہرگز نہ کھڑے ہوں، وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے اور نافرمان مرے۔

جب مشرک اپنے شرک میں پختہ ہو جاتا ہے تو اس کو اپنے اعمال مشرکانہ اچھے معلوم ہوتے ہیں اور اسکو ان اعمالِ مشرکانہ میں سرور و لذت محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَہٗ سُوْٓءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا ط فَاِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ

بھلا ایک شخص جسے اپنے کام کی برائی اچھائی نظر آئے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بھٹکاتا ہے

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (پ۲۲: فاطر: ع۲)

اور جسے چاہتا ہے، راہ دکھاتا ہے۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ؀ (پ۲۵: زخرف: ع۴)

اور جو خدا کی توحید سے آنکھیں چرائے تو ہم اس کے لئے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے اور وہ انہیں درست راہ سے روکتا رہتا ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ صحیح راہ پر ہیں۔

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ؀ (پ۲۴: حم السجدہ ۴۱: ع۳)

اور ہم نے ان کے ساتھ رہنے والے مقرر کر دیئے پس انہوں نے انکے سامنے مزین کر دیا ان اعمال کو جو آگے تھے اور جو ان کے پیچھے تھے اور ان پر عذاب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے۔ جو ان سے پہلے جن اور انسان گذر چکے ہیں بیشک وہ زیاں کار تھے۔

اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ؀ (پ۸: الاعراف: ع۳)

انہوں نے اللہ تعالٰے کے سوا شیطانوں کو دوست بنالیا اور خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدھی راہ پر ہیں۔

اللہ تعالٰے کا دستور ہے کہ جب مشرک لوگ توحید کو قبول نہیں کرتے تو ان کو مصائب میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بھی اگر وہ مسئلۂ توحید تسلیم نہ کریں اور شرک کو نہ چھوڑیں تو ان پر استدراج کے طور پر دنیوی رزق اور عیش و عشرت کے دروازے کھول دیتا ہے اور مشرکین یہ خیال کرتے ہیں کہ ان پر خدا کا بڑا فضل و کرم ہے اور ہم اس کے بڑے مقرب بن چکے ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ؀ فَلَوْلَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ؀ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ؀ (پ۷: الانعام: ع۵)

آپ سے پہلے بھی امتوں کی طرف رسول بھیجے۔ پس ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑ لیا تاکہ وہ عاجزی کریں۔ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو انہوں نے زاری کیوں نہ کی۔ ان کے دل سخت ہو گئے اور ان کے اعمالِ مشرکانہ شیطان نے انہیں خوبصورت کر دکھائے۔ پھر جب کی ہوئی نصیحت کو وہ بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ حتّٰی کہ جب دی ہوئی چیز سے وہ خوش ہو گئے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ پس وہ ناامید رہ گئے۔

اگر کوئی فعلِ تعظیم اس مشرکانہ عقیدے سے پیدا نہ ہو۔ مثلاً استاد، پیر اور والدین کے سامنے دو زانو بیٹھنا، ان کی خدمت میں تحائف لے جانا سب جائز ہے۔ ان کے مرنے کے بعد دعا وصدقات وخیرات کرنا سب افعالِ مسنونہ ہیں لیکن چند افعال امّتِ محمدیہ میں بالکل حرام ہیں۔ خواہ وہ اس عقیدۂ شرکیہ سے پیدا ہوں یا نہ۔ جیسا کہ حلف بغیر اللہ۔ سجدہ لغیر اللہ۔ کسی ذی روح چیز کی صورت بنانا۔ اس قسم کی اور چیزیں بھی حرام ہیں۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوٰی عزیزیہ میں لکھا ہے کہ سجدہ تعظیمی اور سجدہ عبادت میں فارق صرف نیّت ہے۔ یعنی اگر عقیدۂ مشرکانہ کے ماتحت غیر اللہ کو سجدہ کر رہا ہے تو وہ سجدۂ عبادت ہوگا اگرچہ وہ اسے سجدۂ تعظیمی کہے اور اگر وہ اس عقیدہ مشرکانہ کے ماتحت نہیں کر رہا تو غیر اللہ کے لئے وہ سجدۂ تعظیمی ہوگا۔ مگر شریعتِ محمدیہ میں اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔

علّامہ ابن قیّم کی عبارت کی تشریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ریڈیو، تار برقی، وائرلیس وغیرہ سے خبروں کا جان لینا شرک نہیں۔ کیونکہ یہ سب اسباب کے ماتحت ہیں، مافوق الاسباب نہیں۔ قرآن مجید میں جس قدر علمِ غیب، تصرف فی الامور اور پکار پر بحث کی گئی ہے وہ مافوق الاسباب پر مبنی ہے جو غیر اللہ کے لئے تسلیم کرنا شرک ہے۔ نیز تعریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو پکار غیر اللہ کیلئے شرک ہے وہ غائبانہ حاجات میں ہے۔ مطلقاً پکار شرک نہیں۔ اور مطلقاً غیر اللہ سے امداد طلب کرنا بھی شرک نہیں۔ مثلاً اس کو پکارا جائے جو سن رہا ہو، تو اس کو بلانا اور پکارنا شرک نہیں۔ جیسا کہ:۔

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ (آلِ عمران)

اور رسول تمہیں پیچھے سے پکار رہا تھا۔

اسی طرح غیر اللہ اگر زندہ موجود ہو تو اس سے امدادِ ماتحت الاسباب مانگنا جائز ہے۔ جیسا کہ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ اور اَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ سے ثابت ہے۔ قرآن کریم جس پکار اور استمداد کو غیر اللہ سے شرک قرار دیتا ہے وہ غائبانہ اور مافوق الاسباب ہے۔ نیک پیروں اور ملائکہ اور انبیائے کرام سے متعلق آیات اس پر شاہد اور دال ہیں۔ ملاحظہ کیجائیں اس تحقیق سے معلوم ہوگیا کہ اگر یہ تمام افعالِ مذکورہ خدا تعالٰے کے لئے کئے جائیں تو اللہ جل شانہ کی عبادت میں داخل ہیں اور اگر اسی عقیدہ کے ماتحت کسی پیر و فقیر کے لئے یہ افعالِ مذکورہ کئے جائیں تو اس پیر و فقیر کی عبادت ہوگی اور یہ سب شرک ہوگا۔

قرآنِ کریم میں زیادہ تر عبادت کے دو فرد بیان کئے گئے ہیں (۱) پکار۔ اور (۲) نذر و نیاز یعنی قرآن مجید میں یہ بتایا جائے گا کہ غیر اللہ کو غائبانہ حاجات میں پکارنا شرک ہے اور غیر اللہ کے نام پر کسی چیز کی نذر و نیاز دینا بھی شرک ہے۔ یہ دونوں شرک اس بات سے پیدا ہوتے ہیں کہ غیر اللہ کو عالم الغیب و متصرف فی الامور سمجھا جائے۔ اسی لئے قرآنِ کریم میں غیر اللہ سے عالم الغیب اور متصرف فی الامور ہونے کی نفی اکثر صراحتً کی گئی ہے اس لحاظ سے عام طور پر شرک کی چار قسمیں بیان ہوں گی (۱) شرک فی العلم (۲) شرک فی التصرف (۳) شرک فی الدعا اور (۴) شرک فعلی یعنی نذر و نیاز۔

عبادت کا بڑا جزو غائبانہ حاجات میں پکارنا تھا۔ اس لئے قرآن مجید میں اس کو زیادہ بیان کیا گیا ہے۔

سوال:۔ تفسیروں میں یَدْعُوْنَ اور یَدْعُوْا وغیرہ کے تحت یَعْبُدُوْنَ اور یَعْبُدُوْا وغیرہ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا منع نہیں بلکہ ان کی عبادت کرنا منع ہے۔

جواب:۔ دُعا کا معنی تمام اہلِ لغت نے خواندن اور ندا کردن لکھا ہے۔ کسی بھی اہلِ لغت نے دعا کے معنی عبادت نہیں لکھے اور مفسرین نے تَدْعُوْنَ وغیرہ کی جگہ جو تَعْبُدُوْنَ لکھا ہے وہ معنی نہیں بلکہ حاصل معنی ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے الفوز الکبیر میں لکھا ہے "مفسرین حاصلِ معنی بطریقِ افہام بیان می کنند مردمانِ ناواقف گمان می کنند کہ لفظی معنی کردہ اند

دعا بمعنی مطلق خواندن کسے را منع نیست ۔ مراد خواندن کسے را در غائبانہ حاجات است" لہٰذا : مفسرین تفسیر بعبادت می کنند"

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا دو قسم کا ہے ایک غائبانہ حاجات ہیں جو ما فوق الاسباب ہو وہ شرک ہے کیونکہ وہ غیر اللہ کی عبادت ہے لہٰذا مفسرین نے يَعْبُدُوْنَ وغیرہ لکھ کر حاصل معنیٰ بتایا ہے جو غیر اللہ کو پکارنا غائبانہ حاجات میں ہو یعنی تحت الاسباب ہو تو وہ منع نہیں بلکہ وہ قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا کہ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ میں کسی مفسر نے يَعْبُدُ معنیٰ نہیں کیا ۔ اسی طرح وَلَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا میں بھی کسی مفسر نے عبادت کا معنیٰ نہیں لکھا ۔ اور نہ ہی ان دونوں مقاموں میں یہ معنیٰ بن سکتا ہے ۔ اس مقصد کو واضح کرنے کے لئے کہ کونسی پکار عبادت ہے مفسرین نے حاصل معنیٰ لکھا ہے ۔

قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ پانی پتی نے ارشاد الطالبین میں لکھا ہے :-

مسئلہ :- دعا از اولیائے مردگاں و زندگاں و انبیاء جائز نیست ۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم فرمود اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ و قرء و قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝

آنچہ جہال می گویند یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین پانی پتی جائز نیست ۔ شرک است ۔ شیخ عطار رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے ؎

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس — زانکہ نبود جز خدا فریاد رس
از خدا خواہ ہرچہ خواہی اے پسر — نیست در دست خلائق خیر و شر
غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر — کیست در عالم از و گمراہ تر

اقسامِ شرک

اس پر مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ نے تقویۃ الایمان میں مفصل بحث کی ہے ۔ قرآنِ مجید میں جن اقسامِ شرک کو زیادہ تر بیان کیا گیا ہے ، مندرجہ ذیل ہیں ۔ (۱) شرک فی العلم (۲) شرک فی التصرف (۳) شرک فی الدعاء اور (۴) شرکِ فعلی ۔

شرک فی العلم سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے سوا کسی پیر و فقیر ، نبی و ملائکہ اور جن کے لئے علمِ غیب ثابت کرنا ۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے علم کے برابر کسی رسول یا پیر فقیر کا علم ثابت کرنا شرک ہوگا کیونکہ اس کا تو دنیا میں کوئی قائل ہی نہیں ہوا ۔ جیسا کہ امام رازی کے حوالے سے لکھا جا چکا ہے ۔ اور یہ بھی مطلب نہیں کہ اللہ تعالےٰ کا علم جمیع ما فی العالم وما فوق العالم کو محیط و شامل ہے اور پیروں فقیروں کا علم صرف جمیع ما فی العالم کے لئے ہے تاکہ شرک لازم نہ آئے ۔ کیونکہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہو رہا ہے یا جو کچھ کام ہم کر رہے ہیں یا جو کچھ ہمارے سینوں میں ہے ۔ اللہ جل شانہ ہی اسے جانتا ہے ۔ اور یہ علم اللہ تعالےٰ کا خاصہ ہے ۔ اس طرح کا علم پیروں فقیروں کے لئے ثابت کرنا خدا تعالےٰ کی صفت میں شریک کرنا ہے ۔ جس پر آیات شاہد ہیں ۔

لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — آسمانوں اور زمینوں کا غیب اللہ ہی کے لئے ہے ۔

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط — کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ آسمانوں اور زمین کا غیب میں ہی جانتا ہوں ۔

قَالَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ط وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ — فرمایا پیغمبر خدا نے کہ میرا رب ہی آسمانوں اور زمین کی باتوں کو جانتا ہے اور وہی سننے والا اور ہر ایک چیز کو جاننے والا ہے ۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ — بے شک اللہ ہی سینے کی باتوں کو جاننے والا ہے ۔

علیٰ ہذا القیاس اکثر آیات اسی طرح پر ہیں ۔ اب علمِ غیب کو سمجھنا چاہیئے کہ جس پر ایمان و کفر کا دار و مدار ہے ۔

کسی پیر و فقیر یا پیغمبر کے لئے یہ ثابت کرنا کہ جمیع ما فی السمٰوٰت والارض یا ما فی الصدور یا ہمارے اعمال و افعال کا اسے علم ہے یا اسے ہر وقت تو نہیں مگر اللہ تعالےٰ نے اسے یہ طاقت دے رکھی ہے کہ جب چاہے یا جس وقت چاہے جو چیز چاہے جان لے جس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ طاقت دے رکھی ہے کہ آنکھیں کھولیں اور دیکھ لیں ۔ نہ دیکھنا چاہیں تو آنکھیں بند کر لیں ۔ اس قسم کی طاقت و قدرت کا غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا بھی کفر و شرک ہے ۔ اور قرآن مجید کے خلاف ہے ۔

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مکہ والوں کو عذاب دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے قبضہ میں نہ تھا ۔ اس کے بعد سوال کیا گیا کہ اچھا اگر تمہیں عذاب لانے کی طاقت نہیں تو اتنا تو بتا دو کہ جس عذاب کا تم وعدہ دیتے ہو وہ کب آئے گا ۔ اس کا جواب وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ط سے دیا گیا یعنی غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ نفع و نقصان کی طاقت ہے اور نہ ہی علمِ غیب کی طاقت اللہ جل شانہ کی طرف سے دی گئی ۔ نیز اگر پیغمبروں کو طاقت ہوتی تو یعقوب علیہ السلام کو چالیس برس تک پریشان ہونے کی ضرورت نہ تھی ۔ اور اصحابِ کہف کے معاملہ میں اٹھارہ دن تک انتظار اور قذفِ عائشہ رضؓ کے واقعہ میں ایک مہینہ تک نبی علیہ السلام کو پریشان رہنے کی ضرورت نہ تھی ۔

اسی طرح سلیمان علیہ السلام ، ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے قصے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ جس وقت سامری نے قوم کو گمراہ کر دیا تھا معراج شریف کے واقعہ میں فرشتوں کا سوال مَنْ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ وغیرہ کے صحیح واقعات اس پر دلالت کرتے ہیں کہ علمِ غیب اللہ جل شانہ کے سوا کسی دوسرے کو نہیں ۔

شرک فی التصرّف یعنی کسی پیر، فقیر یا پیغمبر علیہ السلام کے لئے یہ ثابت کرنا کہ اس کو غائبانہ مافوق الاسباب نفع وضرر دینے کی طاقت ہے۔ یہ شرک فی التصرف ہے بزرگان دین کے پکارنے کے حق میں جتنی آیات ذکر کی جاچکی ہیں وہ اس کے حق اور تائید میں ہیں۔

تنبیہ:۔ شرک فی التصرف تب ہوگا کہ کسی غیر اللہ کو غائبانہ مافوق الاسباب نافع وضار سمجھا جائے اور اگر غائبانہ نہ ہو تو ایک دوسرے سے امداد مانگنا منع نہیں۔ جیساکہ عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں جو غیر اللہ سے نفی ملک اور نفی تصرف فی الامور کی گئی ہے وہ سب غائبانہ مافوق الاسباب ہے۔ اس کے لئے کچھ شواہد گزر چکے ہیں۔ اور مفصل بحث آگے آئے گی۔

سوال:۔ جب غیر اللہ کو عالم الغیب بالعرض اور متصرف فی الامور باعطائے الٰہی ماننا بھی کفر اور شرک ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ بعض معتبر کتابوں میں استقلال وغیرہ الفاظ کی قید لگی ہوئی ہے۔ جیساکہ نووی (شرح مسلم) اور فتاوٰی رشیدیہ حصہ اول و دوم کے اول اوراق میں لکھا ہے۔

جواب:۔ جن کتابوں میں بالاستقلال یا بالذات کی قیدیں آئی ہیں ان سے مراد یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے پیروں، فقیروں اور پیغمبروں کو طاقت دے دی ہے کہ جس وقت جو چیز چاہیں جان لیں یا جس کو چاہیں نفع و نقصان پہنچادیں، اس معنی کے بموجب اللہ سے طاقت حاصل کرنے میں بالعرض ہیں۔ پھر اس طاقت کو استعمال کرنے میں مستقل ہیں بالذات کا یہ معنی بالعرض سے جمع ہوسکتا ہے۔ اور یہی معنی غیر اللہ کے لئے ماننا کفر اور شرک ہے۔ نصارٰی نے یہی سمجھا تھا کہ عیسٰیؑ او و مریمؑ کو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے اختیارات دئے گئے ہیں یہودیوں کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ کریم نے عزیر علیہ السلام کو اختیارات دے رکھے ہیں۔ مشرکین مکہ کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ تعالٰی نے ملائکہ۔ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام وغیرہم کو اختیارات دیدیئے ہیں اور اسی معنی کی نفی کے لئے جو غیر اللہ کے لئے ماننا صریح شرک ہے، قرآن کریم آیا۔ پس جن کتابوں میں بالاستقلال کی نفی آئی ہے اس سے یہی مراد ہے۔

آجکل کے مشرک مولوی اور پیر بالذات اور بالعرض کا معنی یہ کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام خود بخود بلا واسطہ مستقلاً عالم الغیب و متصرف فی الامور بالذات نہیں اور بواسطہ خدا عالم الغیب اور متصرف فی الامور ہیں۔ یہ معنی بالذات اور بالعرض کا نہ قرآن مجید سے نہ کسی معتبر تفسیر سے اور نہ ہی کسی فقیر کی کتاب سے ملتا ہے بلکہ امام رازی رحنے لکھا ہے جیساکہ حوالہ گذر چکا ہے کہ اس قسم کے عقیدہ کا انسان آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا۔

نیز اگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم باعطائے الٰہی سب کچھ جانتے تو لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وغیرہ کہہ کر اللہ اور اس کا پیغمبر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

اگر اس معنی بالعرض کی وجہ سے عالم الغیب و متصرف فی الامور کہہ سکتے ہیں تو لازم آتا ہے کہ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور خالق وغیرہ کا اطلاق بھی کیا جاسکے نیز بالذات کا معنی تو کسی ممکن الوجود کے اندر ہونا بھی محال ہے وہ تو پہلے ہی سے منفی ہے تو لازم آتا ہے کہ قرآن مجید میں بے فائدہ اور بے معنی نفی کی گئی ہے۔

حضرت پیر صاحب بغداد والے کا فتوٰی

جو شخص کسی نبی یا ولی، فرشتہ اور جن یا کسی پیر و فقیر کو کارساز اور غیب دان جانتا ہے ان کو مصیبتوں میں پکارتا ہے۔ حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ ہماری تمام پکاروں کو سنتے جانتے ہیں اور ہمارے کام کروالیتے ہیں اس کے متعلق حضرت پیر صاحب بغدادی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوٰی یہ ہے کہ وہ کافر و مشرک ہے اس کا کوئی نکاح نہیں ہے اور فرماتے ہیں کہ جس کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ وہ بھی ہر بات سنتے جانتے ہیں، وہ بھی کافر ہے۔ مَنْ یَّعْتَقِدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ فَهُوَ کَافِرٌ لِاَنَّ عِلْمَ الْغَیْبِ صِفَةٌ مُّخْتَصَّةٌ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ (مراۃ الحقیقۃ ص۱۵ سطر ۷ مطبوعہ مصر)

فتاوٰی رشیدیہ حصہ سوم ص۱۵ میں ہے کہ غیر اللہ کو دور سے ندا دینا اور یہ سمجھنا کہ جن کو پکارتا ہوں وہ سن رہے ہیں تو اس سے آدمی مشرک ہوجاتا ہے۔ ہاں جس جگہ مقصود سنانا نہیں ہوتا اور نہ یہ عقیدہ ہوتا ہے وہاں شرک نہیں ہوتا۔

سوال:۔ مندرجہ بالا فتوٰی اور مسئلہ کس کس کتاب میں ہے؟

جواب:۔ بحرالرائق ص۱۰ جلد پنجم مطبوعہ مصر۔ عینی شرح بخاری جلد یازدہم ص۸۳ فتح الباری مطبوعہ مصر ص۳۵ جلد اول ص۱۱۵ وجلد ۸ ص۳۹۵ وجلد ۱۳ ص۳۰ مسامرہ ص۹۷ مطبوعہ انصاری دہلی۔ فتاوٰی مولوی عبدالحی جلد دوم ص۳۹۔ خلاصۃ الفتاوٰی جلد چہارم ص۳۵۴۔ فتاوٰی عالمگیریہ مطبوعہ نولکشور ص۲۱۳ قاضی خان جلد چہارم ص۱۶۸ مطبوعہ مصطفائی۔ شرح فقہ اکبر ص۱۳۶ تفسیر خازن فی آخر سورہ لقمان ص۴۴۲۔ ردّالمحتار جلد ۳ ص۳۰۶ جلد ۳ ص۲۹۷ تجنیس صاحب الہدایہ کذا فی فصول العمادیہ ص۲۶ فی مختار الفتاوٰی۔

لَوْ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً بِشَهَادَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لَا یَنْعَقِدُ النِّکَاحُ وَیُکَفَّرُ لِاعْتِقَادِهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ۔ جواہر الاخلاط میں ہے اِنْ وَهِمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ یُکَفَّرُ فَمَا ظَنُّکَ بِغَیْرِهٖ۔ فتح العزیز ص۱۳۱۔ فتاوٰی بزازیہ ص۳۲۵۔ فتاوٰی مولانا عبدالحی جلد اول ص۳۷ و ص۵۵ و در جلد دوم ص۳۴۲ و در جلد سوم ص۵۔ ان سب کتابوں میں ایسے اعتقاد والے کو کافر کہا گیا ہے۔ اور ہر سہ امام اس پر متفق ہیں۔ قرآن مجید کی پچاس سورتوں میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ اور ایک ہزار احادیث توصرف بخاری شریف میں اس پر شاہد ہیں کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی ہے شرک ہے۔

مولانا اشرف علی علیہ الرحمۃ نے تعلیم الدین ص۱۴ اور بہشتی زیور ص۲۷ الخ میں لکھا ہے کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی ہے، شرک ہے حضرت پیر صاحب رح کی غنیۃ الطالبین ص۶۶ ۔ فتاوٰی امام جعفر صادق رض تذنیب تقریب ص۵۵۔ مکتوبات امام ربانی رح جلد اول مکتوب صد و ہفتم۔ مکتوب حضرت خواجہ محمد معصوم رح جلد سوم مکتوب نوازدہم ملفوظات حاجی دوست محمد صاحب قندھاری موسیٰ زئی شریف والے اور ارشاد الطالبین قاضی ثناءاللہ میں ہے یا شیخ عبدالقادر جیلانی و یا خواجہ شمس الدین پانی پتی چنانچہ عوام می گویند شرک و کفر است۔

(نوٹ) ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی۔ کوکب الیمانیں علی الجعلان والخراطین توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد۔ کالا کافران سب کتابوں میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں۔ اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

شرک فی الدعاء غائبانہ حاجات میں کسی پیر و فقیر یا پیغمبر کو پکارنا کفر و شرک ہے۔ یہی شرک مشرکینِ مکہ میں تھا۔ اور ہر پیغمبر کے زمانے میں ہوتا رہا۔ جس کی پوری تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

شرکِ فعلی

اس کے سمجھنے کے چار عنوان ہیں۔ ان میں سے دو عنوان شرک سے متعلق ہیں۔ اور دو توحید سے۔

(۱) تحریمات اللہ۔ (۲) تحریمات غیر اللہ۔ (۳) اللہ کی نیازیں۔ اور (۴) غیر اللہ کی نیازیں۔ تحریمات اللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے بعض حلال اور طیّب چیزوں کو خاص وقت اور خاص مقام میں حرام قرار دیا ہے، ان چیزوں سے تعرض نہ کیا جائے اور ان کو اپنے استعمال میں نہ لایا جائے۔ جیسا کہ بیت اللہ کے گرداگرد حرم میں لکڑی اور گھاس کاٹنا اور شکار کھیلنا اللہ تعالٰے نے حرام کر دیا ہے۔ یہ مسئلہ سورہ مائدہ میں دیگر سورتوں کی بہ نسبت زیادہ آیا ہے۔ ان کی حرمت کی ایک اجمالی دلیل سورۂ مائدہ کی ابتدار اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ سے بیان کی گئی ہے یعنی اللہ تعالٰے جو چاہے حکم دے سکتا ہے۔ اور تفصیلی دلیل سورۂ مائدہ میں دو جگہ بیان کی گئی ہے۔ پہلا مقام وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ۔ یعنی اللہ تعالٰے نے ان چیزوں کو اس لئے حرام کیا ہے تاکہ ظاہر کر دے کہ اللہ تعالٰے کو عالم الغیب سمجھ کر اس سے کون ڈرتا ہے۔ پھر آگے جا کر فرمایا وَلِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

یعنی تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اللہ جلّ شانہٗ ہر چیز کو جاننے والے ہیں اور قادر بھی ہیں۔ اور اگر تم نے خلاف ورزی کی تو سخت عذاب دینے والے ہیں۔ یہ قسم شرک نہیں بلکہ یہ توحید ہے۔ مقابلۃً سمجھانے کے لئے بیان کیا گیا ہے۔

تحریمات غیر اللہ کا بیان

جس طرح اللہ تعالٰے نے بعض حلال طیّب چیزوں کو بعض خاص مقامات میں مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر حرام کر دیا ہے۔ اسی طرح مشرک لوگ اس کے بالمقابل مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر سے درخت اور گھاس کاٹنا اور شکار کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ بعینہٖ اسی علت کے ماتحت جو تحریمات اللہ میں بیان کی گئی ہے یعنی غیب دان نافع و ضار خیال کر کے ان مرے ہوئے بزرگوں کو غیب دان نافع و ضار خیال کر کے یہ کام یعنی درخت وغیرہ نہ کاٹنا، اور کاٹنے والے کو برا جاننا تحریمات غیر اللہ ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ان خود ساختہ تحریموں کو توڑو۔ اور انہیں حرام نہ سمجھو۔ اس طرح سے مشرک لوگ جانوروں کو مرے ہوئے بزرگوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ جانور اب ہمارے معبودوں کا ہو چکا ہے۔ اس پر سامان لادنا، یا اسے ذبح کر کے کھانا ہمارے لئے حرام ہے۔ اگر ان تحریموں کو ہم توڑ دیں گے تو وہ بزرگ ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آجکل ہندو لوگ سانڈ چھوڑ دیتے ہیں ویسا ہی مشرکین مکہ نے بحیرہ اور سائبہ وغیرہ بنا لئے تھے۔ آجکل کے مشرک مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر جانور چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر ان کے کھیتوں میں آ کر چریں تب بھی نہیں روکتے۔ اسی طرح بعض ماکولات (طعام) اس قسم کے ہوتے ہیں جن کو عورتیں کھا سکتی ہیں، مرد نہیں کھا سکتے۔ جیسا کہ آجکل کے مشرک لوگ امام جعفر صادق رض کا کونڈا پکاتے ہیں اور بی بی فاطمہ کی صحنک اس سے مردوں کو کھانا جائز نہیں سمجھتے۔ یا بعض قبائل والے یہ سمجھتے ہیں کہ سبز کپڑا یا سرخ کپڑا استعمال نہیں کرتے۔ اسی طرح پر پورے بال رکھنا ناجائز سمجھتے ہیں کہ یہ کام کریں گے تو فوراً مر جائیں گے یہ سب تحریمات غیر اللہ ہیں۔ جنہیں قرآن مجید میں مختلف عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

عنوان ۱

اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ یعنی جو جانور تم نے اپنے بزرگوں کے لئے اپنے اوپر حرام کر رکھے ہیں وہ تمہارے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتے۔ جب تم ایمان لا چکے ہو تو ان کو حلال سمجھو۔ وہ سب تمہارے لئے حلال ہیں۔

عنوان ۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ (پ۷: مائدہ: ع۱۲)

اے ایماندارو! اللہ کی حلال کردہ پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ سمجھو۔ اور نہ زیادتی کرو اللہ تعالٰے حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

طَيِّبٰتِ مَا میں اضافت بیانی ہے۔ یعنی جو چیزیں اللہ جل شانہٗ نے تمہارے لئے حلال کیں، ان کو تم حرام نہ سمجھو۔

عنوان ۳

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ (حوالہ مذکورہ بالا)

اور جو اللہ نے تمہیں حلال پاک رزق دیا ہے اسے کھاؤ۔ اور اسی اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔